ترجمان السنة
عربی اردو
1
دورِ حاضر کی ضرورتوں کے مطابق اہم تشریحات
اور قدیم و جدید مباحث کے ہمراہ مستند کتابوں سے
احادیثِ نبویہ کا جامع انتخاب
http://islamicbookslibrary.wordpress.com/
تالیف
زبدۃ المحدثین حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی قدس سرہٗ
استاذ الحدیث دار العلوم دیوبند و رفیق ندوۃ المصنفین دہلی
۱۹۰ انار کلی لاہور
ادارہ اسلامیات
۲۳۳۹۹۱، — ۳۲۴۴۱۲، — ۳۵۳۲۵۵،
فیکس: ۳۲۴،۸۵ — ۰۴۲ — ۰۹۲

ترجمان السنّۃ

مطوّر

عربی - اردو

جلد اوّل

دورِ حاضر کی ضرورتوں کے مطابق جدید عنوانات اور قدیم مباحث کے ہمراہ

احادیثِ طیّبہ کا جامع و مستند عظیم الشان مجموعہ

تالیف

زبدۃ المحدّثین حضرت مولانا بدرِ عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی قدس سرّہٗ

اُستاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند و رفیق ندوۃ المصنّفین دہلی

ادارہ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ ــــ دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور
فون ۷۲۴۴۱۲، ۷۳۲۴۸۵ فیکس ۷۳۲۴۸۵-۴۲-۹۲

★ ــــ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان
فون ــــ ۷۲۴۳۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵

★ ــــ موہن روڈ
چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۷۲۲۴۰۱

اَسْمَآءُ اللّٰهِ الْحُسْنٰى

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى. وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا. وَقَالَ تَعَالٰى. قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى.

(۱۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ

اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ

خدا کے لئے اسماءِ حسنیٰ ہیں انھیں سے اس کو پکارا کرو. دوسری جگہ ارشاد ہے. اے پیغمبر! ان سے کہہ دیجئے، تم خدا کو اللہ کہکر پکارو یا رحمٰن کہکر جس نام سے بھی پکارو یہ سب اس کے حسن وخوبی کے نام ہیں.

(۱۳) ابوہریرۃؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے لئے

(۱۳) شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ بارگاہِ الٰہی میں ادب یہ ہے کہ وہاں بجائے لفظ صفت اسم کا اطلاق کیا جائے اسی لئے قرآن کریم میں اسمٰء کیلئے اسماء کا تو ذکر کیا گیا ہے مگر صفات کا نام نہیں لیا گیا حالانکہ وہ اسماء بحقیقت اس کی صفات ہی ہیں[1]. کاش اگر شیخ اکبرؒ کے اس ادب کا لحاظ رہتا تو شاید علین وغیرہ کے جو نزاعات لفظِ صفت کی وجہ سے پیدا ہوگئے ہیں اتنے طویل نہ کھنچتے. (ب) شیخ اکبرؒ نے یہ تنبیہ بھی فرمائی ہے کہ اسماءِ الٰہیہ توقیفی ہیں جو نام جس طرح شریعت میں استعمال کیا گیا ہے اس سے تجاوز کرنا درست نہیں اس لئے خدا تعالیٰ کو "حی" کہا جائے گا مگر ذوحیوۃ نہیں کہا جائے گا. اسی طرح جہاں کسی صفت کی نسبت بطریق فعل وارد ہے اس کو بھی بدلا نہیں جا سکتا جیسا کہ "اللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ" اس لحاظ سے خدا تعالیٰ پر "مستہزأ" کا اطلاق جائز نہ ہوگا. (ج) خدا تعالیٰ کے جتنے اسماء ہیں سب حسن وخوبی کے اسماء ہیں اس لئے "وهو خادعهم" کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو "خادع" نہیں کہا جا سکتا. مفسرین نے تو اس کے جوابات اور دیئے ہیں مگر شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ ان آیات کو تلاوت کرتے ہوئے چاہئے کہ ایک انسان بحرِ ندامت میں غرق ہو جائے کیونکہ یہاں ہماری تفہیم وفہمائش کے لئے قرآنِ کریم نے تنزل کرکے بارگاہِ صمدیت میں ایسے الفاظ استعمال کرلئے ہیں جو اس کی شایانِ شان نہ تھے. مگر کیا کیجئے کہ عالمِ انسانیت اپنے قصور ونقصان کی وجہ سے عالمِ تجرد کے بہت سے مخاطبات کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا اس لئے جب ناقص رتبۂ کمال تک نہیں پہنچ سکتا تو پھر کامل ہی کو کچھ تنزل اختیار کرنا پڑتا ہے. جاہل ان الفاظ کو پڑھتا اور صحیح کرتا ہے اور عاقل فرطِ ندامت سے گر جاتا ہے[2] اس کا اعتقاد ان الفاظ کو سن کر ڈگمگانے لگتا ہے اور اس کی عقیدت دوگنی دونی بڑھتی جاتی ہے. (د) شیخ اکبرؒ نے یہ تنبیہ بھی فرمائی ہے کہ گو بلحاظ لغت بعض اسماءِ الٰہیہ کا اطلاق انسانوں پر بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ "نافع" "وکیل" "نور" مگر شرعًا وعقلاً بطریقِ اسمِ اعظم ممنوع قرار دیا جائے گا اور اگر بالفرض کہیں اطلاق ہوگا تو اس کے اصل معنی سے ذہول ضروری ہوگا. مثلاً "مومن" ایماندار ہونے کی جہت سے درست ہو سکتا ہے مگر جس لحاظ سے خدا پر مومن کا اطلاق کیا گیا ہے وہ قطعًا حرام ہے[3] اس لئے جو اسماء خدا تعالیٰ کی بارگاہ کے لئے عرفِ عام یا خاص میں مشہور ہو چکے ہیں ان کا استعمال دائرۂ انسان میں ممنوع رہنا چاہئے.

(باقی حاشیہ برصفحۂ آئندہ)

[1] الیواقیت والجواہر ج ۱ ص ۷۷. [2] ایضاً ص ۷۶. [3] ایضاً ص ۷۲

اِسْمًا مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ ۔ (رواہ الشیخان والترمذی)۔

ننانوے نام ہیں جو انھیں یاد کرلے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا ہے اور اس لئے وہ طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔ اس حدیث کو شیخین اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (ہ) عام شارحین نے لفظ احصار کی مراد صرف زبانی یاد کرلینا قرار دی ہے مگر ارباب حقائق لکھتے ہیں کہ مقصد صرف اتنا ہی نہیں ہے بلکہ اس سے آگے اُن اسماء کے ساتھ تخلق و تشبہ حاصل کرنا بھی ہے خدا تعالیٰ بار بار اپنے اسماءِ حسنیٰ کا ذکر کرکے چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق میں بھی اپنے اپنے مبلغ پرواز کے موافق ان کی طلبہ نمائی کا جذبہ پیدا ہو تاکہ عالم انسانیت ان اسماء کی تجلیات کی بدولت قعرِ اسفل السافلین سے نکل کر سطح اعلیٰ علیین پر فرد کش ہوسکے وہ اگر رب العالمین ہے تو یہ بھی اپنی مقدرت و استطاعت کے بقدر کمزوروں کی تربیت سے غافل نہ رہے وہ اگر ارحم الراحمین ہے تو یہ بھی رأفت و رحمت کا نمونہ دکھائے اور اسی طرح صفاتِ مختصہ کے علاوہ ہر ہر صفت کا مظہر بننے کی سعی میں لگا رہے تاکہ خلافت اپنے صحیح معنی میں نمودار ہو اور ان اللہ خلق آدم علی صورتہٖ کا رمز طشت از بام ہوجائے۔ شارحین حدیث نے ہر ہر اسم کے ساتھ تخلق کی شرح کردی ہے تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ــــ (و) خدا تعالیٰ کے ننانوے اسماء ہیں اور ابھی بہت سے وہ بھی ہیں جو ہمیں بتلائے نہیں گئے۔ حدیث کے الفاظ او استأثرت بہ فی علم الغیب عندک یا او علمتہ احدا من خلقک سے اسی طرف اشارہ نکلتا ہے (یعنی وہ اسماء جو تو نے صرف اپنے ہی علم کے لئے مخصوص رکھے ہیں یا وہ جن کو تو نے اپنی مخلوق میں کسی کو بتلائے ہیں) اس کی وجہ یہ ہے کہ ذات کے تعارف کی دو ہی صورتیں ہیں یا وہ خود یا اس کی صفات۔ عالم امکان میں مشاہدہ کی طاقت نہ تھی اس لئے یہاں مشاہدۂ ذات تو ممکن نہ ہوا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولو العزم کو بھی آخر "لن ترانی" کا زخم کھانا ہی پڑا اس لئے صورت صرف اسماء و صفات کے ذریعہ تعارف کی باقی ہے اس لئے ضروری ہوا کہ اسماءِ الٰہیہ بتلا دیئے جائیں اور اتنے بتلا دیئے جائیں کہ ایک معرفتِ ذات کا متلاشی اس راہ سے گذر کر درِ مقصود تک بسہولت رسائی حاصل کرلے۔ اسی لئے قرآن کریم کا اسلوب بیان یہ ہے کہ وہ جگہ جگہ اسماءِ صفاتی استعمال کرتا ہے پھر اپنے ماقبل و مابعد میں ان صفات کے مظاہر بطریق استشہاد پیش کرتا جاتا ہے تاکہ پہلے ان صفات کی عظمت ذہن نشین ہو، اور انسانی قصورِ ادراک و الفاظ کی وجہ سے ان کے بلند حقائق فہمی میں جو کوتاہی و خامی باقی رہ جائے وہ ان کے مظاہر دیکھ کر پوری ہوتی ہے اگر وہ اس کی عزت و قہر کا تذکرہ کرتا ہے تو بتلا دیتا ہے کہ یہ وہ عزت و قہر نہیں جس کی اس کے تصور میں سمائی ہو یا اگر جود و مہر کا ذکر کرتا ہے تو اس کے ساتھ ہی یہ سمجھا دیتا ہے کہ یہ اس نوع کا جود و مہر نہیں کہ وہاں تک عقل کی رسائی ہو اس کے اسماء و صفات اصل مقاصد نہیں بلکہ ذات کی معرفت کا صرف ایک راستہ ہیں جن میں سے گذر کر ذات پاک کی جھلک نظر آتی رہتی ہے اگر ان اسماء و صفات کا توسط نہ ہوتا تو دماغِ مہجوری عالم امکان کے لئے ہمیشہ نقد وقت رہتا ذات پاک اپنی بے نیازی میں اور ممکن اپنے ادراک کے عجز و قصور میں ہمیشہ سرگرداں نظر آتا، یہ ذاتِ اقدس کی بڑی فیاضی تھی کہ اس نے اپنی معرفت کے لئے حجاب صفات ڈال دیا ہے کہ جو مشتاق اس ذات مجمع جمیع صفات کا نظارہ کرنا چاہے وہ اس حجاب میں آج بھی نظارہ کرسکتا ہے ؎

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگِ گل ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

سورۂ ملک کو پڑھئے اس کی ابتداء "تبارک الذی بیدہ الملک" سے ہوتی ہے اس میں خدائی ملک کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور اس کی وسعت کے وہ حدود بتلائے گئے ہیں جو انسانی دسترس سے وراء الوراء ہیں اس ضمن میں ایک ملک والے کے لئے جو اسماء و صفات درکار ہیں ان کو موقعہ بموقعہ ایسا چسپاں کیا گیا ہے کہ گویا وہ آیت اسی اسم کی حقیقت کی تشریح و تفہیم کے لئے اتری ہے اسی لئے علماءِ معانی نے اعجاز آیات کو قرآن کا ایک اعجاز قرار دیا ہے۔ (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)